رجسٹرڈ نمبر اے ۷۸۳

REGISTERED NO. A.783



مینجر کی نہایت ضروری گزارش

قواعد و ضوابط

(۱) اُجرت اشتہارات اور قیمت اودھ پنچ ہر حال پیشگی لیجاتی ہے۔

(۲) شاگردان مدارس کے ساتھ بشرط تصدیق ہیڈ ماسٹر یا پروفیسر صرف سالانہ قیمت مین ایک روپیہ کی رعایت کیجائیگی یعنے للعہ سالانہ قیمت لیجائیگی۔ یہہ ضروری شرط ہے۔

(۳) قیمت اودھ پنچ کا وی پی نہین بھیجا جاتا اسوجہ سے کہ طوالت کے علاوہ وی پی بھیجنے مین خرچ زیادہ ہوتا ہے۔

(۴) نمونہ بازون کو معلوم رہنا چاہیے کہ اودھ پنچ ایک مشہور ظریف پرچہ ہے اور مدتون سے خدمت ملک کر رہا ہے نمونے کے طور پر ایک پرچہ دیکھنے سے اوسکی تمام خوبیان ناظرین دریافت نہین کر سکتے۔ ہر ایک نمبر مین نئے مضامین ہوتے ہین ممکن ہے کہ جو پرچہ نمونے کا آپ کو ملے اوسمین آپ کے مذاق کے مضامین نہون۔ اور دوسرے پرچے مین آپ کے حسب خواہش مضامین ہون۔ لہذا یہہ بہتر ہے کہ آپ امتحاناً تین ماہ کے واسطے خریدار بن جائین اگر اس پرچے کے مضامین آپ کے مفید مطلب اور مذاق کے موافق معلوم ہون تو چھ ہفتہ کے اندر مزید تین روپیہ بھیجکر آپ مدت خریداری کو ایک سال تک بڑھا سکتے ہین۔ ورنہ ما بخیر شما بسلامت۔ بہرحال ایک مشہور یکتا و یگانہ پرچے کا نمونہ طلب کرنا ہی فضول ہے۔

(۵) طالبان مفت اگر اپنی جیب پر قیمت کا بار نہین ڈال سکتے تو اونہین لازم ہے کہ چھ سالانہ خریدارون سے قیمت بھجوائین اور اس طرح اپنے لئے ایک سال کے لیے اودھ پنچ بلا قیمت جاری کروالین۔ دام و درم نہین تو قدمی کوشش سے فائدہ اوٹھائین۔ مذہب یا ناداری یا تیمی کا واسطہ دینا خلاف حمیت ہے۔

(۶) یہہ تو ہم کہہ نہین سکتے کہ ڈاکیے صاحب ڈاکو ہین۔ یہان سے ہم پرچہ روانہ کرتے ہین درراستے مین گاؤ گھپ ہو جاتا ہے لیکن یہہ مشاہدہ ہے کہ ہر نمبر کے اشاعت کے عقب مین پانچ چار عتاب نامہ مینجر کے نام ضرور آتے ہین۔ ہر ایک کاپی کے ساتھ ہزارون خریدارون کے دولتخانے پر نیاز مند مینجر خود نہین پہونچ سکتا اور پرچہ کو گم ہونے کی عادت ہے پس اس عادت کا علاج یہی ہے کہ گم شدہ نمبر دوبارہ حاضر خدمت کیا جائے پرچہ کی اشاعت سے غرض یہی ہے کہ آپ حضرات ملاحظہ فرمائین ناخوش کرنا مقصود نہین ہے۔ لہذا عمداً تساہل نہین ہوتا۔

(۷) میعاد خریداری ختم ہونے سے ایک ہفتہ قبل دفتر سے اطلاعی خط روانہ ہوتا ہے اگر اوسکا جواب نہ ملا تو زیادہ تنگ طلبی اور زبردستی نہین کیجاتی۔ پرچہ بند کر دیا جاتا ہے۔ لہذا تجدید خریداری منظور ہو تو فوراً اطلاعی عریضہ کا جواب ملنا چاہیے جسکی روانگی کی رسید ڈاک خانے سے حاصل کر لی جاتی ہے۔

(۸) جن اشتہارات و اطلاعات کے تحت مین مینجر اودھ پنچ کا نام نہین ہے اونکا تعلق ہم سے نہین وہ کتابت مشتہر کے نام ہونی چاہیے۔

(۹) جو مضامین "اودھ پنچ" کی مسلک و پالیسی کے مطابق ہونگے وہ شائع ہونگے اور اونکی واپسی کیلئے ہم مجبور نہین ہین۔

(۱۰) مضامین صاف خط مین کاغذ کے ایک ہی رخ پر لکھے جائین۔ مذہبی حیثیت سے کسی شخص یا قوم کی تنقیص اون مین نہو۔ فقط

نوٹ | جو حضرات خریدار ہین اونہین خطوط اور منی آرڈر مین نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیے جو کہ اون کے نام کی چٹھی پر لکھا ہوا ہوتا ہے۔

مینجر اودھ پنچ لکھنؤ

جلد ۱۲ نمبر ۳۶

مضامین غیر

(۲۴- ستمبر ۱۹۲۰ء)

سچ بولنا بھی ہند مین قومی گناہ ہے
دیو خدا کے ہاتھ جانا تباہ ہے

ڈیر مسٹر پنچ۔

حضور کے نظارۂ جمال سے چند خیالات میرے دل مین ایک عرصہ سے جاگزین کر رکھے تھے جنکا اختصار آج بزبان قلم حقیقت رقم ذیل مین عرض کیا جاتا ہے۔

فی زمانہ سات گوئی دحق پژوہی ایسا ہی گناہ ہے جیسا کہ زمانۂ قدیم مین دروغ و افترا متصور تھا مگر حضور روالا زمانہ کی روش سے اختراک عمل نذر کے اور کسی پرانی لکیر کے فقیر بنے ہوئے ہین اور کھری کھری سنانے سے باز نہین رہتے۔ اس سے قطع نظر اعمل جس کا ضمیر تعصب کی روشنی سے منور نہ ہو وہ تاریک درون وسیاہ باطن کے لقب سے ملقب کیا جاتا اور بیدینی کے خطاب سے مخاطب ہوتا ہے چونکہ حضور علاوہ و فعلاً متعصب بھی ثابت نہین ہوتے ایسی حالت مین اندیشہ ہے کہ حضور کی یہ صدق بیانی وسیع جوانی بے تعصبی دحق نگاری اور زمانے کی رفتار سے علٰحدگی کہین حضور کو کسی نام سے موسوم یا کسی اعزازی ڈگری سے بہرہ مند نہ کرا دے۔

آجکل سچا ہندو وہی ہے جو مسلمانون کی تو دشنام سے کرے اور پکا مسلمان بھی وہی خیال کیا جاتا ہے جو ہندو کو یہ لفظ سنائے اور وہ نہین گشتنی بیعوضی گردن زدنی قرار دے۔ مگر حضور ان صفات سے محروم رہنے کے سبب نہین معلوم کیا کیے جائین۔

سب سے زیادہ اضطراب و انتشار کی بات یہ ہے کہ حضور پر نور سراپا نخلت و سرور دوست دشمن کو ترچھے قوم دیکے ستارون کے طلوع کا اقبال نہین کرتے اور حکومت کی ہان مین ہان ملا کے اوسکی خوشنودی کے جویا نہین ہوتے۔ بلکہ اسکے برعکس حکومت کی پالیسی چالون کے متعلق بیباکانہ نکتہ چینیون اور خلق خدا کیم کی مراسلت کی اشاعت سے پالیسی کو بے نقاب و شکست اور الزام کیتے رہتے ہین۔ دریا مین رہنا اور مگرمچھ سے بیر کہان کی دانائی ہے۔ چچا سعدی کا ارشاد ہے کہ ؎

خلاف رائے سلطان راہ جستن
بخون خویش باشد دست شستن

میری اس تمام ہرزہ سرائی کا منشا و ماحصل یہ ہے کہ کہین حضور کی وقت ناشناسی اور زمانہ کی بے بیگانگی حضور کے حال پر خدا نخواستہ اس شل کا اطلاق نہ کردے کہ۔

خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادھر کے رہے نہ اودھر کے رہے

باقتضائے عقیدت و ہمدردی خاکسار نے اپنے خیالات کا اظہار کر دیا۔ ممکن ہے کہ کوئی امر خلاف مزاج عالی ہوا ہو لہذا ساتھ ہی بکمال ادب عفو قصور کی التجا بھی کیجاتی ہے۔

اگر بخشے زہے رحمت نہ بخشے تو شکایت کیا
سر تسلیم خم ہے جو دل سرکار مین آئے

راقم شیر سنگھ نسیم گوروی

جواب۔ وہ کوئی اور پست ہمت ہون گے جو اورون کی تقلید کرکے زمانہ کے ہاتھ مین اپنی نکیل دے دیتے ہین زمانہ کے مصلح اگر زمانے کے پیچھے بہین تو اصلاح کیا کرینگے۔ جناب کا فرض ہے ظرافت۔ ظریف زمانہ پر ہنسنے کے واسطے پیدا ہوتا ہے اپنی ذات یا اپنے نفس پر ہنسوانے والے جانڈ اور مسخرے کہلاتے ہین۔ ظرافت مین اگر بدنفسی کا شائبہ ہو یا انتقامی الفاظ منہ سے نکل جائین تو وہ بقول دیا تیون کے "چنڈو بجرا" اور بقول شہریون کے "ملی گئی" ہے ظرافت نہین بدنفسی اور انتقام کے علاوہ وہ اگر درشت کلامی۔ بدلگامی۔ گالم گلوچ ہوی تو وہ بھی شہد پن ہے ظرافت نہین۔ خدا کا شکر ہے کہ بیس بائیس کروڑ کی آبادی مین ڈیڑھ دو ہزار آدمی ایسے بھی نکلے جو جناب کی روش کو ایمان و صدق کی نگاہ سے دیکھتے ہین اور مزاج شناس ہوگئے ہین بارہ تیرہ برس مین ہزارون گاہک ہوتے ہین مہینے یا چھ مہینے خریدار رہے پھر عجیب و غریب غدر پیش کر کے بیٹھ گئے۔ اس تیجے بات مزے کی ہے اور عبث بھی نہین ہے۔

(۱) "جناب اڈیٹر صاحب۔ آپ تو وائسرائے سے زیادہ سخت مل ہین۔ وہ پچاس پیسہ تو کرتے ہین کہ زلزلہ آیا قحط پڑا دریا چڑھا۔ وبا پھیلی آگ لگی۔ آندھی چلی۔ بجلی گری تو ہر حادثے کے ساتھ ہمدردی کا تار بھیجتے ہین اور ملح گھر مین کروڑے کھڑے سکریٹری سے فرماتے ہین کہ ڈپٹی کمشنر یا گورنر کو دو حرفی ٹیلیگرام روانہ کر دو۔ آنجناب کو یہ خبر سنتے ہی بہت ملال ہوا کہ ساری بستی اوجاڑ ہو گئی میری ہمدردی عوام الناس کے ساتھ ہے! مگر کوئی مر جائے جل جائے ڈوب جائے دب جائے آپ یہ بھی نہین کرتے کہ دو حرفی ہمدردی کا فرض ادا کیجیے لہذا آئندہ پرچہ کی روانگی تا اطلاع ثانی موقوف رکھیے!"

(۲) "واہ صاحب واہ۔ آنجناب کی زوجہ محترمہ کے پیٹ سے آنجناب کی شامت اعمال تی ناؤنت کی توتو کرتی نکلی آپ نے زچہ خانے کیون نہ گائے۔ اچھا ای باپ تاریخ تو لڑکے کے قطعات دو آٹھ جزو لگے اخبون چھاپ دیجیے۔ ورنہ آج سے منہ نہ دکھائیے گا!!"

(۳) "وحید کے بعد معلوم ہوا کہ ایک مہینے کی قلیل مدت مین ہندوستان کے ناچیز خدمات اسلامی کا نتیجہ ملاحظہ ہو آپکی دعائے کل راجپوتانے مین اب ایک ہندو باقی نہین۔ جناب کی اسلامی مروت سے اپیل کیجاتی ہے کہ فوراً اس مصدق خبر کی اشاعت سے مشتاب ہون مین نے ایک عریضہ مشعر بہ حال قبول اسلام مسماۃ شیو کنور لعرف بفیاض بیگم روانہ کیا تھا جو مذہب پروانی ہوا کسترین اگرچہ اخبار کا خریدار نہین لیکن اس گرد و نواح مین بفضل تبلیغ نہایت بارسوخ ہے اگر قبیلہ ابھی نہ شایع ہوا تو جناب کی بے دینی کا راز افشا کر دیا جائیگا۔ کیا عجب ہے کہ یہ بیان اشاعت نہ ہو سکے!!"

(۴) "آپ چونکہ سرکاری گزٹ کی نقل نہین چھاپتے لہذا پرچہ بیکار رہے!!"

(۵) "وہ پرچہ ہی کیا جو اسلامی دنیا کی خبرین نہ شایع کرے یہ عذر قابل سماعت نہین کہ ہفت دار پرچہ خبر کی"

خبرون کے نتائج سے بحث کرتے ہین۔ باسی خبرین بے لطف ہوتی ہین۔ ہمین دھوکا ہوا کہ یہ اخبار ہے مگر وہ نکلا شاعرون کا دشمن۔

(۶) جناب من آپ غالباً اس خبر کو ضرور شایع کرنا پسند فرمائینگے کہ بندہ بفضل خدا اپنے برادر دشمن مادرزاد کے مقابلہ مین جائداد کا مقدمہ جیت گیا ہین اودھ پنچ کا خریدار تھا اب آپ سے مبارکباد لینے کا آرزومند ہون۔ امید ہے کہ آپ چند صفحہ کا ایک مضمون قریب ترین نمبر مین ضرور تحریر فرمائینگے۔ مضمون مذکور جس پرچے مین درج ہو اسکی دو کاپیان بذریعہ وی پی عنایت ہون۔ خاطر جمع رکھیے ان کو ہرگز وی پی واپس نہ کرونگا۔ اگر تعمیل ارشاد نہ ہوئی تو جانئے اب اودھ پنچ مین ہوتا ہی کیا ہے۔ اُف وہ پٹیالہ کی گھوڑدوڑ۔ وہ انڈے بچے والی چیل جھپٹو۔ وہ جو گمٹی کے واقعات۔ جناب اس کو پڑھنے کا ہمین اب کچھ مزا نہین رہا۔ خواہ مخواہ دام کیون ضایع کرتے ہو۔

(۷) سخت افسوس ہے کہ آپ نے ہندو کی قومی نظم نہ شایع کی جب ہم لوگون کے مذاق ہی سے آپکو ہمدردی نہین تو پھر ہم کیون خریدار بنین۔

(۸) احرار کی دشمنی آپ کا شیوہ ہے تبرا علم اور سید الاحرار کی مخالفت؟ اللہ اکبر۔ خدا آپ سے سمجھے۔ بندہ دسمبر ۱۹۲۳ء سے خریدار ہے آج کم بخت چارون کے دام ذبح کیجیے۔ بس ہو گئی مروت آپ اس قابل نہین ہین۔

مختصر یہ کہ اگر جناب ان خطوط اور مجبوری کی باتون کی پروا کرتے تو اصلاح ادبیات و سیاسیات و درستی اخلاق کا بیڑا نہ اوٹھاتے۔ چنانچہ جناب کی تحریرون کا اثر ہوا اور بہت ہوا۔ اکثر علم کی طرف سے بے بہرہ [illegible] سمجھے۔ اونھون نے خیالات مین بھی اصلاح کی۔ اور جناب ہی توجہ کی ہے [illegible] الفاظ و صفا مین سے [illegible] کرتے تھے۔ [illegible] وہ سالہا سال ہوشیار کے دیکھ چکے ہین جو غلطیان [illegible] تھے رفتہ رفتہ وہ خود ہین یہ غلطیان [illegible] جناب نے بیڑا انکا اوٹھایا [illegible] تعاقب [illegible] آگے قدم [illegible]

کوئی معنی رکھتی ہے تو جناب اپنے دعوے مین صادق ہین۔ صدی کی اسی لڑائی مین مذہبی جانثارون نے سر اوٹھایا اور مذہب کے ساتھ مخول کیا پھر کرنے لگے دوسرون کے بزرگان دین کو بُرا اور اپنے بزرگان دین کو پھولا [illegible] بیوقوفون نے خوب انکی آؤ بھگت کی آخر جناب کی مستقل سرزنش سے انکا چراغ گل ہوا بعض کی پشت گرمی چند اہل دولت کر رہے ہین مگر آخر یہ بھی دو ڈھ بیٹھینگے یا اپنی روش بدلنے پر مجبور ہونگے۔ ایسی حالت مین بقول آپ کے "اعزازی ڈگری" بجز "کاغذ" کے اور کچھ نہین ہو سکتی۔ اگر جناب اس ڈگری سے

پولو ٹیکس



"ہے تو بچہ ہی [illegible] کی امانت مگر دیر کی پہچان ہے [illegible] میرا لال میرا بچہ دیکھو ہین کیون نہ پیار کرنا"

[illegible] تو یہ ظاہر انسان خواہ ہندوستانی [illegible] اوہو تو یہ امر قابل تشکر ہے کہ ہندوستانی [illegible] جناب کے صفا مین نقل کیے اور انکے نقل مین آثار تعصب سے کام نہین لیا۔

رہی حکومت کی سیاسی چالون کی مخالفت [illegible] کرتے ہین تو حضرت یہ سلطنت اصل طبیعت ہو چکی ہے [illegible] نقصان [illegible] پہنچے گا۔ ہم اون مین نہین [illegible] کہتے ہین اگر [illegible] سیاسی [illegible]

جانتا وعدہ اگر ہو۔ اب ہم ہو گئے ہین اپنے ہاتھ منہ کے۔ ہمین تمہاری ضرورت نہین۔ تم اونھین مین جو خواہ مخواہ پالو کتے کی طرح صاحب کا بوٹ چاٹتے اور اپنی ہی برادری پر غراتے ہین۔ ہندوستانیت کا مقولہ ان ہی کہنا ہے کہ انگریز یہان رہینگے اور ابھی مدتون رہینگے ہمارا کام یہ ہے کہ انکے مزاج کو اپنے مزاج کے موافق بنائین انگریز خوشامدیون کے روز روز کی چکنی باتون سے ہوا ہین۔ انکے جاری کیے ہوئے [illegible] کے عقل و عمل کے قریب لائین انکی خود غرضیون کو اتنا بڑھنے نہ دین کہ [illegible] مصیبت مین پھنسین [illegible] مین اپ گھر آوے مین سب گھروالی کا [illegible] کا عہد استوار رہے۔ ان خواہشون مین تعصب اور دشمنی کو دخل نہین ہے اور اگر ہندوستان کے یہ مقاصد پورے ہو گئے تو انگریز بھی [illegible] اور ہندوستانی بھی۔ انگریز ہرگز دشمن عقل نہین ہین ایسی نکتہ چینیون پر برافروختہ ہون یہ بات ضرور ہے ہندوستانیون ہی کی شکایت کی جاکر آپ سے باہر ہو کے دوستون کو دشمن بنا لیتے ہین۔ انگریز ایسے کم عقل ہوتے تو [illegible] اتنے بڑے تمہارے ملک پر حکومت نہ کرسکتے۔

حضرت آپ ہرگز شک کو اپنے دل مین جگہ نہ دیجیے۔ اگر آج کم ہندوستانی برادر خواہ ہین [illegible] تو انہین کی اصلاح پر ہماری طرح آمادہ ہو جائین تو حقیقی فائدہ ملک کو پہونچا سکتے ہین۔ ورنہ باتین بنانی تو آسان ہین۔ ہر حال آپ معترف کمال ہین اور آپکے سامنے انکا حقیقت خود ستائی اور ڈینگ نہین ہے۔ کوئی صاحب کمال ہوتا تو اوس سے جناب یون مخاطب ہوتے کہ یہ فقط

[illegible]

مولوی محمد یحییٰ عالمگیری آنجہانی

بنام

بعض ارکان مجلس قانون سازی قانون دانی

اسے رموز شناسان قانونی وسے نکتہ دانان احوال اندرونی و بیرونی۔ جب سے بیٹے سنا کہ تمہاری تائید سے ایک ایسا قانون منظور ہو گیا جو ہو آئینہ تماسے بیٹے کے اکثر ساتھیوں و متقین کے پانے ظفر میں زنجیرین کے پہنچ گا۔ اوس وقت سے میرے دل میں اپنے بعض سوانح گزشتہ رہ رہ کے گدگداتے ہین۔ تم لوگ مجھسے ناواقف ہو اس لئے میں پہلے اپنی تعریف خود ہی کرتا ہوں پھر واقعہ بیان کرونگا۔

سید نعمت اللہ جزائری کی زہرالربیع اور نعمت خان عالی کی سیرت جس نے دیکھی ہے وہ اینجانب کے نام نامی سے بخوبی واقف ہے۔

اینجانب کسی قصبہ میں پیدا ہوے اور طلب علم کی غرض سے دہلی گئے۔ رشید اللہ دہلی کا اوس زمانے میں وہ عالم کہ ہر فن کے ماہر کامل ہر علم کے عالم متبحر زبان بیچ۔ امرا و غیض۔ فقرا و غربا خوش حال حاکم عدالت دوست۔ ابعد از فراغ تحصیل علم جس نظم میں مقرب بارگاہ سلطانی حضرت نعمت خان عالی ہی تھے بندے نے بھی سکونت اختیار کی۔ عالی جب جب بندہ کے مکتب سے گزرتے تھے تو تبسم ضرور فرماتے تھے۔ بندے کا خیال تھا کہ یہ تبسم دلیل خوشنودی واخلاص ہے۔ لیکن ایک روز شاگرد سبق لے رہے تھے کہ شاہی ہرکارہ وارد مکتب ہوا اور کہنے لگا چلیے مولوی بادشاہ سلامت نے یاد فرمایا ہے۔ اوسنے اتنی جلدی کی کہ بندہ پوشاک بھی بدل نہ سکا اور جس طرح بیٹھا تھا اوسی طرح اٹھ کھڑا ہوا لیکن نہ معلوم میرا اسنہ زعفران کا کھیت تھا کہ ہرکارہ بار بار دیکھتا اور مسکراتا تھا۔ بیٹے اوسے تنبیہ کی کہ یہ کیا بے ادبی ہے ؎

قابل صحبت نہ باشد ہر کہ خندد بے محل
کشش چون دندان بجا گردد و را بیکند

وہ بیچارہ کیا سمجھتا بے ادبی ہر قدم پر بیگانگی ہونے لگا در سے اوسکے بھی عجب برزخ پائی ہے۔ نعمت خان عالی بھی بڑے قیافہ شناس ہیں کیا پہچان بتائی ہے کہ میں تو قائل ہو گیا۔ بیٹے بہتیرا پوچھا کہ وجہ بتاؤ مجھ غریب کو بادشاہ نے کیون بلایا ہے۔ وہ نہ بولا آخر بیٹے ایک چونی کمر بند سے کھول کے دی تو اوسنے شاید مقصود کو یون بریشہ کیا کہ مولانا پر سون ظل اللہ نے نعمت خان سے بیوقوف کا حلیہ پوچھا تو اونھون نے جواب دیا کہ دبلا پتلا ہو۔ داڑھی دم دار ہو گردن باریک ہو ہونٹ موٹے ہون ناک بیٹھی ہو۔ منہ پر چیچک کے داغ ہون۔ آنکھیں بیٹھی بیٹھی ہون۔ ڈیل ڈول بجا ہو اوپر کا دھڑ چھوٹا اور نیچے کا دھڑ طویل ہو۔ راہ چلنے میں جوتا گھسے۔ ٹخنوں سے اونچی ازار پہنے۔ پاؤن زمین پر گھسیٹتا چلے۔ منہ ہر وقت کھلا رکھے۔ دانت چھنی کیری کی گٹھلی کی طرح ہونٹون پر ہر وقت نمایان رہین لڑکے پڑھانے کا پیشہ کرے اور نام محمد یحییٰ ہو فہو البیوقوف۔ اتنا کہہ کے نامعقول ہرکارہ اپنی چمکار دھال آئینہ کی طرح میرے سامنے لایا اور تعجب یہ ہے کہ اس کمبخت آہنی آئینہ میں بندے کو وہی شکل دکھائی دی جس کا حلیہ ہرکارہ نے بیان کیا تھا۔ بندے نے ہرکارہ سے کہا کہ تمہاری ڈھال پر جو تصویر کسی بیہودہ مصور نے کھینچی ہے شاید نعمت خان کی نظر سے گزری اور اونھون نے بادشاہ کو ہنسانے کے لیے ایک بات کہہ دی۔ ورنہ مسئلہ مرئیہ فی المرآۃ کے مسئلہ میں بندہ کا عقیدہ کچھ اور ہی ہے میں نہ انعکاس نظر کا شاکی رہا نہین قائل ہون نہ انطباع صورت کا۔ اسلئے کہ صورت حاصلہ محسوسہ بڑا نہ اتنی چھوٹی سی چیز میں جیسے کہ مردمک چشم ہے سما نہیں سکتی اور عکس میں اگر جزو ذات شریک نہیں تو حصول اوسکا دور کہون عکس اعتذ یعنی ہم۔ پس یہ میرا عکس تو نہیں ہے اور یقیناً نہیں ہے لامستلزم پس لامحالہ یہ تصویر کسی دشمن شریعت نے تمہاری ڈھال پر کھینچی ہے اور یقین کہ بادشاہ نے ایسی شکل کے تلاش کرنے کا تمہیں حکم دیا ہے تو تمہاری آسانی کے واسطے ایک مرقع بھی بنوا لیجو ہرکارہ کمبخت جاہل کندۂ ناتراشیدہ علاحدہ

والتسلسل ہنستا ہی رہا۔ گو میں فلسفیانہ بحث نہیں بلکہ مناظرہ اور مطالبہ کر رہا ہون۔ بیٹے پھر اوس سے کہا کہ خوب دیکھو تو اس مرقع کے جمیع جہات وحدود میرے حلیہ سے تضمناً والتزاماً مطابق ہیں یا نہیں اگر اجمالاً کوئی جزو جسم تصویر سے مطابقت نہ رکھتا ہو تو مجھے چھوڑ دو اسلیے کہ کلیہ ہمیشہ جزئیات کے حصر سے بنتا ہے۔ مگر اس شریر النفس والعین نے کسی طرح جان نہ چھوڑی مجھے کشان کشان در دولت شاہی تک لے گیا۔

حضرت علیہ (ڈیوڑھی) سلطانیہ کے دیدار سے بندہ کبھی مشرف نہ ہوا تھا اسنے مجھے آستانہ کے مرحلۂ اولیٰ پر ٹھہرایا اور خود غائب ہو گیا۔ اے حضرات بگوش ہوش سماعت فرمایئے کہ وہاں ایک بڑا چوبی تخت بچھا ہوا تھا جسکے بیچ کے وسط میں سوراخ تھا بندہ نے فقش پیزار پاؤن سے اوتاری اور بعد خلع نعلین جلوہ آرائے تخت شاہی ہوا۔ بکمبخت ہرکارہ خدا جانے کہاں غائب ہو گیا کہ مدت مدیدہ تک انتظار کرنا پڑا والانتظار اشد من الموت۔

ازبسکہ انسان متحرک ہے اور حرکت ہی دلیل حیوۃ ہے لہذا بیٹے مناسب نہ سمجھا کہ ساکن رہون اور زندگی کا ثبوت نہ دون میں ہمہ تن اوس مدور سوراخ کی طرف متوجہ ہو گیا۔ اس سوراخ کا قطر تقریباً ایک گرہ تھا بیٹے خیال کیا کہ لاؤ بیٹھے بیٹھے اس سوراخ کی پیمائش کر ڈالو وہاں کوئی مساحت کا اوزار نہ تھا لہذا بیٹے اپنے جسم اسفل دادنے کے بعض ایسے حصے جنکی آویزش کی علت غائی معلوم نہ تھی یکے بعد دیگرے اوس ناہنجار سوراخ میں گرا دیے۔ بکل واحد میں ایک کس کے دو حرف بتدریج جمع ہوے اور او تام واجب ہوا ادغام کی دلیل تشدید ہے مگر یہ عجب طرح کی تشدید تھی جو حروف کے نیچے نظر آئی بیٹے بارہا مدرسے میں شکل مروسی طالب علموں کو سمجھائی تھی کہ کس طرح دو مربع برابر ایک مربع کے ثابت ہوتے ہیں اور سمجھتا تھا کہ اسی طرح دو دور مساوی ایک دور کے بھی ثابت کرسکونگا ثبوت دشوار نہ تھا اگر موذی ہرکارہ نہ آتا اور مجھے گھبرا نہ دیتا کہ جلدی چلو مولانا حضرت تمہاری ملاقات کے بہت مشتاق ہیں تو میں اس عملی اقلیدس

شکل کو بہت جلد حل کر لیتا۔ اوسکے آتے ہی مین تخت سے اوٹھا تو معلوم ہوا کہ تخت میرے جسم کا جزو اعظم بن چکا اور مین خود اوسکا جزو لاینجزے ہوں۔ اوٹھتے ہی ایسا کرارا جھٹکا پڑا کہ تمام اشکال جامیٹریہ (جاجٹری) دماغ مین گھومتے نظر آنے لگے۔ یا مین خیال کر مدلیس لا انسان ادا ما ساتھ تو تخت کے نیچے دوڑانے جا بے تو منحوس تخت کے کنارے ہاتھوں سے کو سوں ٹھہرائے ہوں ہرکارہ میرے شیخ سندہ کھیلنے پر ہنستا ہوا چلا گیا دیکھیے اس مین ہنسنے کی کون سی بات تھی (؟) اور سنتا ہوں کہ حضرت شل آپی کے روبرو جاکے کھڑا ہو گیا حضرت نے دریافت کیا کہ مولانا حاضر ہین۔ ہرکارے نے عرض کی کہ خداوند مگر شاہی ہوادار بردارون کو حکم ہو تو مولانا حاضر ہو سکتے ہین۔

فرمایا کیون۔ تو بولا کہ قربانت شوم واقعہ دیکھنے کے قابل ہے غلامان درگاہ بیان نہین کر سکتے حکم ہوا کہ کہار جائین اور مولانا کو لائین۔ آٹھ کہار دردیان پہنے آئے اور اونھون نے اس مخلص کا تخت نیچے بانس ڈال کے سبیل یا نوبت خانہ کی طرح اوٹھایا۔ بندۂ عاجز اکڑون تخت پر بیٹھا نہایت بیکسی بے بسی کے ساتھ لیے جاتا پہلی ڈیوڑھی سے دوسری ڈیوڑھی تک پہونچا۔ تیسری ڈیوڑھی پر کہارون نے تخت رکھدیا کہ یہان سے آگے بڑھنا ترک ادب ہے مگر ہرکارے مردود نے پھر بھی نہ مانا اور اسی ہیاؤ سے حضرت کے روبرو لے گیا۔ غالباً حضرت کے مزاج مین کچھ گرانی تھی دیکھتے ہی رومال منہ پر رکھ کے کو ٹھکیے کی ٹقل لینے تخت شاہی کے زانو مین زور سے جھکی لی اور فرمایا کہ تو سچ کہتا تھا۔ اوسکے بعد نجار بلائے گئے تختہ چیر آگیا اور اس تنگ و بند زنجیل بھیجئے سے دونون اسیرون نے رہائی پائی۔ الحمد جل شانہٗ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ حال کی بیدرگی اور حل کی تنگی زیادہ دیر تک قائم نہ رہی۔ بڑی مشکل سے سنبھالا پالشریہ کا مسئلہ حل ہوا۔ مگر اب ہوش ہوا سانکے دہرانے سے میرا مطلب یہ ہے کہ تخت جو قانون اہانت مذہب بالفعل نقش کی طرح گڑ گیا ہے وہ ایک ایسا سوراخ ہے جس نے میرے ساتھ ہوا گو بندہ بھی دیکھی۔ زشتی جوائنٹ مین میری سی طرح

بڑنگا گئی تھی۔ بھلا تم ہی اپنے دل مین غور کرو کہ بڑے بڑے پنڈتون مولویون سوامیون اور پادریون کا تھارے تیار کیے ہوئے سوراخدار تخت پر اکڑون بیٹھ کے پھرون مین جانا کوئی فخر کی بات ہے؟۔ تمھین اچھی طرح معلوم ہے کہ سربرآوردگان مذہب خصوصاً جبکہ تھوڑا بہت علم رکھتے ہون کبھی نچلے نہین بیٹھتے۔ وہ کوئی نہ کوئی کھیل ضرور کھیلتے ہین اس تخت کو بلیرڈ کی میز نہ سمجھو بلیرڈ کی میز کے چارون کونون پر وسیع سوراخ ہوتے ہین بیچ مین کوئی سوراخ نہین ہوتا بلیرڈ کے گیند جزو بدن نہین ہوتے لہذا بلیرڈ کی میز اور یہ تخت برابر نہین تم نے اپنے جوش مین یہ تخت تیار تو کر لیا ہے لیکن مجھے کامل یقین ہے کہ ایک نہ ایک دن یہ تخت چیرا جائیگا۔ اور کیا عجب ہے کہ تم ہی لوگون کو جنکے ہاتھون یہ تخت بنا ہے خود بھی علحدہ کرنے کی درخواستین دینی پڑین۔

یہ واقعہ بظاہر بیان کرنے کے قابل نہ تھا لیکن کیا کرون بحیثیت ایک سچے مسلمان کے میرا فرض ہے کہ عالم ارواح سے کار ہدایت انجام دیتا رہون سہ

چو می بینم کہ نابینا و چاہ است
اگر خاموش بنشینم گناہ است

آخر ایک حبیب کنندہ بیماریون کے مفصل حال نہ بیان کرے تو شاگرد کیونکر سمجھین ایک مجسٹریٹ زنا بالجبر کا مشرح واقعہ نہ سنے تو فیصلہ کیونکر کرے۔

خیر اب بندہ رخصت ہوتا ہے اور آخر مین یہ بھی کہے دیتا ہے کہ جب تمھارے تیار کیے ہوئے تخت کے طفیل گوشت سے ہڈی جدا ہو جائین تو اس عاجز کو دعائے خیر سے یاد کرنا۔ اور تحریر بالا کو غور سے پڑھنا یا معنی بار بار نہیے اہل دنیا سے خط و کتابت کی اجازت نہین مل سکتی یہان کی ڈاک روحانی ہے۔ فرشتون کی تو شامد کرنی پڑتی ہے تب وہ شاہ تک پہنچانے پر راضی ہوتے ہین۔ اللہ تمھاری نسل مین ترقی دے اور جو کچھ مجھ پر گزری اوس سے ہمیشہ محفوظ رکھے۔ احباب اطیاب بیچے شروانی اور مسٹر عباسی اور میر عبد القیوم کو بہت سلام کہنا۔

راقم روح مولانا سید محمد تھانوی
قلم از طلا عزیز حقانی

پنچ مل خدا۔ خدا مل پنچ

چندین کلید چارہ شکستیم بہر کار
این قفل زنگ بستہ ما وا نشد زہم

لیجیے حضرت بانیان کار۔ قانون توہین مذہب پاس ہو گیا۔ واقعی دیکھنے کے دودھ مین مکھی نہ پڑتی تو کیا ہاتھی پڑتا۔ جن عناصر سے قانون ساز مجالس مرکب ہین اونکا امتزاجی نتیجہ ایسا ہی ہونا چاہیے۔

بھلا کوئی پوچھے کہ حضرت آپ نے بخیال خود بدزبان مقررون کے منہ پر بھی چھینکا لگا دیا اور آتش بجان مصنفین کے قلم کی نوک بھی توڑ دی مگر اس سے ہندوؤن اور مسلمانون کی باہمی نزاع پر کیا اثر پڑا اور ابھی کوئی چھیتی جاگتی موجود ہے کتابی اوراق مذہبی دلی اتفاق نہ سہی سیدون کے سامنے گرگر جسم جسم ہو سکے اس قانون سے کسی طرح محسوس نہین ہو سکتا۔ گو وکنشی پر تیغ کشی کا رواج جیون کا تیون باقی ہے۔ اس قانون سے آپ شاید بانیان مذہب کی ذات کو گالیون سے بچا سکین ہر چند کہ یہ بھی خیال ہی خیال ہے لیکن خیر ہم تھوڑی دیر کے لیے تسلیم کیے لیتے ہین کہ بانیان مذہب نے اپنی حفاظت کے واسطے کوئی سامان نہ کیا تھا خدا آپ کو سلامت رکھے آپ نے اونھین بچا لیا اب یہ فرمائیے کہ اب اوس گئوکشی پر جو نہین گشت وخون ہوتا ہے تو مناظرت باہمی کس دفعہ کی رو سے رد کی جائیگی۔ ہندو گاے کی پرستش کرتے ہین اسمین کوئی شبہ نہین شبہ ہو تو شارع عام پر کسی بچھیا کو ایک لاٹون مار کے دیکھ لیجیے۔

مسلمانون کو اس سے نفرت ہے کہ اونکی مسجد کے سامنے باجا بجے اور شور ہو تماشا ہو کے قرع کیجیے اگر ہندو یاد رکھے طلبہ ترین حالت تو جہاں اوس کو ۱۹۲۰ء کی اسی کیفیری کی ذرا ذرا پیدودین عمل آتے ہین۔ جہان تک ہمین علم ہے یا جے اور گالے گنگے مقدمات مین اس دفعہ سے کبھی کام نہین لیگیا مگر یہ دفعہ اون قضیات سے کیونکر محروم رہ جائے گی ہاتھون اون تہمت شدہ بنایات فساد کے مقدمات کے اعمال مین



آن کس کہ نداند و بداند کہ نداند　　او نیز خرِ لنگ بمنزل برساند

تا ایں ہمہ شور و شر میں اپنی سواری کا کام تو نکال ہی لونگا

بعد از سرِ من سی پون سی پون شد شدہ باشد"

لکھ دیجیے۔ ورنہ کہنے والے کہینگے کہ جن باتون پر کوئی کشت و خون کوئی فساد نہین ہوا اون کے لیے حکومت بجٹ سے ایک عجیب و غریب پھندا بنانے پر آمادہ ہو گئی اور جو امور قرار نہ ان سے بیدا فساد ہین انہین چھوڑ دیا۔ تو وجہ کیا؟ قانون۔ خواجہ عمرو عیار کا ایسا ہی جال ہے ہر فقرہ اسکا مبہم ہے ہر جز اسکی استغراقی ہے جس پر نظر عنایت ہو اوسے جب چاہیے رہا کر دیجیے چاہے اوسنے دیدہ و دانستہ کسی مذہب کی توہین کی ہو جس پر نظر عتاب ہو اوسے ذرا گو دا کی کرکے بڑے گھر کی ہوا کھلا دے۔ بال کی کھال نکالنے والون کی راے ہے کہ قانون مذکور چندان حرج نہین بنے اور سکی مراد فرد واحد سے ہے۔

"جو شخص بد نیتی کے ساتھ بالارادہ ملک معظم کی رعایا کے کسی طبقہ کے مذہبی جذبات کو مجروح کرے یا اوسکے مذہب کی توہین کریگا یا اسکی کوشش کریگا خواہ تحریراً تقریراً یا اشارۃً اور سکو۔ ۔ ۔ ۔ ۔ آگو

تقریر تو وہ ہے کہ زلف کی ایک شکست مین دو قادیون کی تقریرین ایک ہی زبان سے ادا نہین ہو سکتین لہذا تقریر کا دو شاخہ تو سوخت ہو گیا۔ رہ گئی تحریر تو اوسکے لیے غرور تصنف، سوسائٹیان بھی ایسی کتاب کا مصنف اب ایک شخص نہوگا سوسائٹی بھر مصنف ہوگی کتاب کا مصنف کا نام لکھنا ضروری نہین۔ ہان پبلشر اور پرنٹر بیچارہ بیچ ضرور ہو سکتا ہے تو اوسکی سہل تدبیر یہ ہے کہ جاہل کندہ ناتراشیدہ پبلشر اور پرنٹر تلاش کر لیا جائیگا کہ بوجہ جہل "بالارادہ" کی زد سے بچ جائے۔

سوال: تمہارا نام؟
جواب: گھسیٹا۔
سوال: باپ کا نام؟
جواب: بدھو۔
سوال: قوم؟
جواب: گھوسی۔
سوال: پیشہ؟
جواب: پریسمین۔
سوال: تم رشید پریس کے مالک ہو؟
جواب: جی ہان۔
سوال: تم نے ڈکلریشن پر دستخط کیے تھے؟
جواب: نہین حضور انگوٹھا بنایا تھا مین لکھنا نہین جانتا۔
سوال: توہین المذہب نام کی کتاب تم نے چھاپی؟
جواب: حضور نام تو معلوم نہین۔ ہان کتاب دیکھون تو صورت پہچان لونگا۔
سوال: یہ تو کتاب۔ تم اقرار کرتے ہو کہ یہ تمہارے یہان چھاپی گئی اور تم نے چھاپی۔ تمہین معلوم ہے کہ اسمین کیا لکھا ہے؟
جواب: ہان خداوند۔ اسمین الف بے تے ٹے جیم ہے۔ نے مین پہچانتا ہون۔
سوال: اومین۔ ہم پوچھتے ہین کہ اس کتاب کی عبارت کیا ہے۔ الفاظ کیا ہین۔ مطلب کیا ہے؟
جواب: کتاب تو حضور کے سامنے ہے پڑھ لیجیے مین کیا جانون کیا لکھا ہے۔
سوال: یہ کتاب تمہارے پاس چھاپنے کے لیے کون شخص لایا تھا؟
جواب: کوئی نہین۔
سوال: بدمعاش! پھر کیا کتاب تمہارے پاس اڑ کے پہنچ گئی تھی؟
جواب: نہین حضور مین خود کتاب کے پاس پہنچ گیا تھا۔
سوال: کہان؟
جواب: انجمن توہین الادیان مین۔
سوال: وہان کتاب چھاپنے کے لیے تمہین کس نے دی؟
جواب: کئی آدمی تھے۔ ایک نے روپیہ دیے۔ دوسرے نے رسید لکھوائی۔ تیسرے نے کہا جاؤ میز پر کتاب رکھی ہے اوٹھا لو۔ حضور نام یاد نہین ہے کہ کسنے روپیہ دیا کسنے رسید لکھوائی کسنے کتاب اوٹھانے کو کہا۔ سب یہی کہہ رہے تھے کہ کتاب جلدی چھاپ دو۔
سوال: تو تم نہین جانتے کہ یہ کتاب کس نے لکھی ہے؟
جواب: نہین حضور۔ مجھے تو زردہ کاغذ پر لکھی کاپی ملی تھی جسے جاتے ہی پتھر پر جموا دی۔ اور مطبع تک سے اپنا اور پریس کا نام اور پتا لکھوا دیا۔
سوال: دیکھو یہی اسپر لکھا ہوا ہے کہ یہ کتاب توہین ادیان سوسائٹی مرتب ہو کر مطبع فلان مین باہتمام فلان چھاپی گئی۔ تم بتا سکتے ہو کہ کتاب بنانے والا کون ہے؟
جواب: ہان حضور۔ دفتری کو مین جانتا ہون۔
سوال: بے وقوف۔ ہم کہتے ہین کتاب کس نے لکھی؟
جواب: مین بتاؤن جو کسی لکھنے والے نے لکھی ہے۔ حضور پڑھے لکھے کا یہ کام نہین ہے۔

پریسمین کے بعد سکریٹری صاحب کی باری آئی۔ اونھون نے فرمایا کہ سوسائٹی مین ایک درجن ارکان مصنف ہین اونھون نے متفقاً یہ کتاب مرتب کی ہے۔ مین نہین جانتا کہ کون سے صفحات کس نے لکھے یا ترتیب دیے۔ اصل مسودہ محفوظ نہین ہے۔ مین نہین کہہ سکتا کہ قابل اعتراض جملے کس کے قلم سے نکلے۔

مذکورہ صدر رو نما د مین وکیل مدعا علیہم کو گنجائش ہے کہ وہ قانون کے الفاظ سے استدلال کرے اور کہے کہ دفعہ مین "جو شخص" ہے "جو اشخاص" نہین۔ نہ یہ ثابت ہے کہ منجملہ ایک درجن مولفین کے معترض علیہ توہین کا مصنف کون معین شخص ہے۔

ایسی حالت مین مجسٹریٹ صاحب یہی کر سکتے ہین کہ ناشر عمل ... کرا ... ہین طلب کروا انہین تو جرم ثابت ہو ورنہ قانون کی حماقت آمیز عبارت کی جان کو روئین اور بیٹھ رہین۔

کیا فرماتی ہین منطق آرا ایجکم بیچ اس مسئلہ کے بالارادہ جو شبہ علم کا مانع ہوتا ہے۔

مولانا پنچ کی نوٹ بک

روزنامہ سیاست لاہور مین ایک صاحب اشتہار دیتے ہین کہ جیب سے دو سو روپیہ کے نوٹ کسی نے نکال لیے جا بجو یہ رقم مسجد کی تعمیر کے لیے تھے "جس صاحب نے پائے ہون" وہ واپس کرکے ثواب مین شریک ہون "جو صاحب پتہ دیگا مین اوسے بیس روپیہ انعام دونگا" ہم بھی مشتہر صاحب کی سفارش جناب مولوی سالک صاحب سے کرتے ہین امید ہے کہ وہ دو سو چھوڑ کر بیس پر قناعت کرینگے۔ اگر وہ سونے

سفارش قبول نہ کی تو یاد رہے کہ اونکا نام جملہ مسس چورون کی فہرست سے نکال دیا جائیگا۔ ناز تقدادر ناظر قبول ہوگی۔

مُلّا سراج اور پٹیالے کا راج

ایک انگریزی پمفلٹ ہمارے دوست مسٹر دیوان سنگھ مفتون مُدیر ریاست دہلی کی طرف سے شایع ہوا ہے جس مین مشہور جرائد کی رائے بمقدمہ مدیر ریاست دہلی یکجا کی گئی ہے۔

حکومت برطانیہ کی خوش سلیقگی اور ریاست پٹیالہ کے ساتھ عجیب غریب یارانے کا حال بھی لکھا گیا ہے۔ ابتک جو وجوہ غریب مفتون کی گرفتاری کے پٹیالا راج کی جانب سے ظاہر کیے گئے ہین اون مین عقل و حواس دونون کی بہت کمی ہے۔ پٹیالے کی ریاست اون قاضی صاحب سے بھی عقلمندی مین کم ہے جو وزیرزادی پر عاشق تھے۔ دونون ایک باغ کے کنج مین چھپ کے بیٹھے تھے۔ اتفاقاً ایک مسافر غریب الوطن شہر مین وارد ہوا شام ہو گئی تھی باغ سامنے تھا مسافر نے کہا کہ آج یہین کہین درخت پر بسیرا لو۔ مسافر کے پاس ایک ترنگی تھی۔ جب اندھیرا ہوا تو ترنگی نرمائے کرکے کنج باغ مین درخت پر بیٹھ رہا۔ اتنے مین جناب قاضی ایک دروازہ سے نکلے اور ادھر سے وزیرزادی دوسری کھڑکی سے نکلین خلط ملط اور ناز و نیاز کا بازار گرم ہوا دونون نے اپنا اپنا حال سنایا۔ قاضی صاحب نے پوچھا کیون بیگم تمہارا نام کیا ہے بیگم نے کہا "دارالخلافہ قزوین" اور حضور کا نام مبارک؟ قاضی صاحب نے ارشاد کیا "صاحب تخت و تاج" دارالخلافہ قزوین۔ مسافر درخت پر جو دل لگی سوجھی تو دونون کے منہ سے نکلا کہ "تخت اور تاج" آیا کہ ملا سراج اور ترنگی آ رہے دارالخلافہ قزوین ہوا شادیانہ بجا دیا۔ مسافر بھاگا بے رحمت کی شہنائی بے بگجے بجائی دونون نے اپنا اپنا رستہ لیا۔ وزیرزادی محل کے جانب صبح کو مسافر نے قاضی کی محوری ٹوپی وزیرزادی کی جوتی اور تراس کی ڈولی۔ غرض کسی کو ٹوپی قاضی کی اور کسی نے اپنی بیٹی مسافر کو حضرت سے قرق کرکے قاضی صاحب کی عدالت مین پیش کیا۔ اور مضمون اپنا مال پہچان کے دریافت فرمایا۔

قاضی :- "کیون صاحب یہ ٹوپی کس کی ہے؟"
ترنگی :- "اس خادم کی"
قاضی :- "کب تمہارے قبضے مین آئی؟"
ترنگی :- "ٹھیک اوسوقت جب ملا سراج صاحب دارالخلافہ قزوین پر قبضہ کرنے والے تھے"

قاضی صاحب نے خادم سے کہا "اسے چھوڑ دو یہ سچ کہتا ہے"

بغرض محال سردار دیوان سنگھ مفتون چور ہین کہ گئے قبضے مین ترنگی ہے اور اس ترنگی مین دونون دھونکون کی صلاحیت ابھی تک موجود ہے۔ یعنی ملا سراج اور دارالخلافہ قزوین کے مخفی راز اونھین معلوم ہین۔ تشدد و گرفتاری کی کارروائی اور یہ منطق کہ ایک ہی مال مسروقہ بھی ہے خیانت شدہ بھی ہے قرض بھی لیا گیا کچھ قرین مصلحت نہین معلوم ہوتی۔ آگے پٹیالہ جانے اور اوسکے اہلکار۔ بندہ کوئی قاضی نہین۔

قاضی رطل لجوق اور ملازمان پولیس

اللہ بخشے قاضی رطل لجوق کو اون کی والدہ ماجدہ ہمیشہ فرماتی تھین کہ بیٹا تم ایسے بے مروت ہو کہ کبھی ماں باپ کی قبر پر ہو تو ٹھہر جاتی نہین۔ آپ یا بیچاری باپ کی فال بچے کے حق مین کیون نہ پوری ہوتی بیچارے قاضی صاحب شہر کے مقدمون مین ایسے پھنسے کہ قاضی اونھین والدین کی قبر پر گلاب جوش سے دھونے کی توفیق بہ نفس نفیس نہوئی۔ ایک روز دل نے کہا کہ چھڑکاؤ کرنے کا فرض بہت اہم اور ضروری ہے جب تو والدہ مرحومہ ہر شے سے یاد دلاتی رہتی تھین۔ قابل اولاد کا فریضہ ہے کہ ماں باپ کا لیا ہوا قرض چکائے۔ نیابتہً قرض چکانے سے ادا ہو جائیگا چھڑکاؤ کرنے کا ضروری فریضہ کیون نیابتہً ادا نہین ہو سکتا۔ ارے کوئی ہے بلاؤ ایک حکیم اور دو مزدورون کو۔ حکم کی تعمیل ہوئی حکیم صاحب تشریف لائے اور مزدور بھی آئے۔ قاضی صاحب نے حکیم سے پوچھا کوئی دوا ایسی بھی آپ جانتے ہین کہ پیتے ہی فوراً چھڑکاؤ ہو۔ حکیم صاحب نے اقرار کیا جلدی تیار ہوئی مزدورون نے پگڑ قاضی جی کی۔ چھڑکاؤ کی ذرا کی

ہوئی سوت ہی بعد تجربہ مزدور ایک روپیہ روزانہ اُجرت پر مقرر کیے گئے اور قبر کی طہارت باری باری کرنے لگے۔ دشمنان بدندیش قاضی کی اس حیثیت کو داخل تحسین دتوہین سمجھے تو باشندہ اپنی رائے کے مالک ہین لیکن سچ پوچھیے تو قاضی کی نیت بخیر تھی امید ہے کہ قاضی کے مرحوم والدین فرض شناسی اور یاد تازہ رکھنے کے ضرور شکرگزار ہونگے۔

حال مین دبحوالہ اکولی امرتسر ۲۳ ستمبر) معلوم ہوا کہ سینیر سپرنٹنڈنٹ دہلی نے اپنے ایک اعلان مین پولیس کو باین الفاظ تنبیہ کی ہے:-

"افسران پولیس پبلک یعنی عام رعایا کے ملازم ہین اور اون کو اپنے فرائض ادا کرنے کے واسطے تنخواہ دیجاتی ہے اور حسب قاعدہ محکمہ پولیس کسی قسم کی رشوت یا ناجائز حصول افسران پولیس کے لیے سخت ممنوع ہے"

ابھی سپرنٹنڈنٹ صاحب خدا کے لیے عوام سے فرداً فرداً پوچھیے کہ پولیس کو وہ اپنا خادم سمجھتے ہین یا مخدوم۔ حکومت کی نیت قاضی کی نیت کی طرح خالص اور نیک سہی مگر عدل و انصاف کی قبر پر یہ خادم آتی ہے وابستہ لے بعض ہمیشہ چھڑکاؤ کرتے رہے اور آجتک اونھین اسی کی اُجرت ملتی رہی۔ واقعہ یہ ہے خادم ہین جو ناگن بنگئے۔ آقا پر سوتوت نہین ہے لگن وعدہ دموع کر رہی اپنی مضبوطی کا امتحان دینا چاہتا ہے۔ ماں بہن کی گالی آقا کے حق مین تہنیت نامہ ہے۔ جرم کی تفتیش کے ذیل مین آقا اون کے سر پر جوتے کی مشق رہتی ہے۔ قاضی کے رشتہ کوئی انہین گھر مین گھستے دیکھے تو واقعی ہی سمجھے کہ پرانے خادم ہین۔ ہر کیف سپرنٹنڈنٹ قابل تشکر ہین کہ اونھون نے خود اُجرت خدمت حلال و طیب کی ممانعت زبردستی اور یہ بھی اعلان کر دیا کہ اون سے خدمت کے سلسلہ مین کوئی خادم حق کچھ مانگے تو ہرگز نہ دو اور ہم سے شکایت کرو۔ اب چاہیے کوئی ہٹ جانے کے خوف اور مخفی خدمت کے اندیشہ سے شکایت نہ کرے۔ واسطہ بہرحال کچھ ہمارے دیوانی دمال۔ جن کے حق خدمت سے مدعی و مدعا علیہ ہا برگ اونھین بچتے ہر قدم پر حق طلب کرتے ہین دن دہاڑے طلب کرتے ہین۔ سرِ اجلاس طلب کرتے ہین۔ ایک ہی مقدمہ مین دس مرتبہ ایک ہی شخص سے طلب کرتے ہین۔ اور کوئی نہین پوچھتا

موسم گرما کا تحفہ

دواخانہ معدن الادویہ لکھنؤ کے تیار کردہ مفرحات جنکی دھوم سارے ہندوستان میں ہے خالص میوہ جات کے عرقون اور عرقیات سے تیار کیے ہوے شربت جو بازاری شربتون سے بدرجہا بہتر ہیں خوشبو، لطافت میں بے مثل ہیں دل و دماغ کو فرحت، قلب کو سکون و راحت، آنکھون کو خنکی و تراوٹ بخشتے ہیں، شدت عطش کو دور کرتے ہیں جلد طلب فرمایئے۔

شربت انار	شربت خشخاش	شربت انار ولایتی	شربت کیوڑہ	شربت بید مشک	شربت کیسرو	شربت بادام / شربت فالسہ
فی بوتل ۱۲	فی بوتل ۱۲	فی بوتل عــہ	فی بوتل ۱۲	فی بوتل ۱۲	فی بوتل ۱۲	فی بوتل ۱۲ / فی بوتل ۱۲
شربت نیمبو	شربت لیمو	شربت نارنج	شربت انناس	شربت انگور	عرق کیوڑہ حیدرآبادی	عرق بید مشک لاہوری
فی بوتل ۱۲	فی بوتل ۱۲	فی بوتل ۱۲	فی بوتل ۱۲	فی بوتل ۱۲	فی بوتل ..... عـہ	فی بوتل ..... عـہ

"ارزان بعلت گران بحکمت کے مقولہ کو یاد رکھیے" ولایتی ایسنس و شکرین سے بنے ہوے شربتون سے پرہیز کیجیے۔ فہرست مفت طلب فرمایئے۔

المشتہر قریب کے ریلوے اسٹیشن کا نام ضرور تحریر فرمایئے اور ۱ روپیہ جنکی محصول ادا کرنے کے لیے روانہ کیجیے۔

منیجر دواخانہ معدن الادویہ وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ

منافع نذر درگاہ جناب شہید ثالث علیہ الرحمۃ آگرہ

[illegible]

حکیم سید نجف نواب بیت الشفا گیا (بہار)

لطف حیوۃ

[illegible]

پتہ: سید قاسم حسین لکھنوی دفتر اخبار اودھ پنچ لکھنؤ

مفت! مفت!! مفت!!!

وہ کتاب جسکی ہر ایک کو ضرورت ہے بالکل مفت۔

[illegible]

پتہ: وید شاستری جام نگر کاٹھیاوار۔

مجلدات اودھ پنچ ۱۹۱۵ء

[illegible] اودھ پنچ [illegible]

قیمت فی جلد ۵ روپیہ مع محصول

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

سکھ سنچارک کمپنی متھرا کی تیار کردہ ادویات

گورنمنٹ سے رجسٹرڈ

سدھا سندھو — [illegible]

دودھ گنج کیسری — [illegible] قیمت ۱۲

بال سدھا — [illegible]

اپنے شہر کے دوا فروشون سے طلب کرو

سول ایجنٹ برائے دہلی پنجاب — بال بہار آفس چاندنی چوک دہلی

سول ایجنٹ اندر چند اینڈ کو لکھنؤ

ہمارے یہان کا مال ایجنٹ [illegible] اینڈ سنس گورکھپور

غذائے روحانی

معدن النغمات

یعنی

وہ بے نظیر کتاب جس نے سچ مچ ہوا مین گرہ لگائی

ایک گراموفون کی طرح سرون کے محفوظ رکھنے بلکہ گلے کے جملہ حرکات کا غذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھائے

یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے

اس کے حصہ اول کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہین کہ تا حال موسیقی کے جزو علمی پر

اس سے بہتر کتاب شائع نہین ہوئی اب اسی کتاب کے

حصہ دوم مین مصنف نے

اساتذۂ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنا یا ہے

یعنی

[illegible]

استاد محمد علی خان

[illegible]

قیمت پانچ روپیہ

المشتہر: منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

[illegible]